بیعتِ رضوان

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

عنوانات ایک نظر میں

مقام حدیبیہ: 4

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مبارک: 4

مکہ مکرمہ کی جانب سفر کا آغاز: 5

مقام ذوالحلیفہ پر: 5

مقام غدیر اشطاط پر: 5

قصواء (اونٹنی) کا معاملہ: 6

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت: 6

حدیبیہ کا آخری کنارہ: 6

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ: 7

اہل مکہ کے نام پیغام اور ان کا رویہ: 7

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے:................................ 7

سفیر نبوت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ کی جانب: 8

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عمرہ کی پیش کش: 8

واقف رموز و اسرار شریعت: 9

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غیرت محبت:................................. 9

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی افواہ: 9

بیعت رضوان: 10

شجرہ رضوان: 11

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا بیان: 11

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ اُن اہلِ ایمان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے راضی ہوئے جب وہ ایک درخت کے نیچے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر بیعت (علی الموت) کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص اور پختہ عزم) تھا وہ بھی اللہ کے علم میں تھا۔

مذکورہ بالا مفہوم قرآنی میں جس بیعت کا تذکرہ ہے اسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ بیعت رضوان ماہ ذوالقعدہ سن 6 ہجری میں وقوع پذیر ہوئی۔ موقع کی مناسبت سے اختصار وجامعیت کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

مقام حدیبیہ:

حدیبیہ ؛مکہ مکرمہ سے تقریباً 24 کلومیٹر کے فاصلے پر واقعہ ایک بستی کا نام ہے پہلے یہاں ایک کنواں ہوا کرتا تھا جسے "حدیبیہ" کہا جاتا تھا، بعد میں اسی کنویں کی وجہ سے اس علاقے کا نام بھی "حدیبیہ" معروف ہو گیا۔ اس کا اکثر حصہ حدود حرم میں ہے اور بعض حصہ حل (حدود حرم سے خارج) ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مبارک:

6 ہجری میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور کعبۃ اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد کسی نے سر کے بال منڈوائے اور کسی نے کتروائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مبارک خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا سب

نہایت خوش ہوئے۔

مکہ مکرمہ کی جانب سفر کا آغاز:

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سال یکم ذوالقعدہ بروز پیر مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کا سفر شروع کیا۔ صحیح روایات کی بنیاد پر آپ کے ہمراہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد بروایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ 1400 جبکہ بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ 1500 ہے۔

مقام ذوالحلیفہ پر:

مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر سب نے احرام باندھا، اس مبارک قافلے کے پاس اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور بھی موجود تھے جنہیں ایک خاص علامت لگا کر ساتھ لایا جاتا تھا۔ بُسر بن سفیان رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ کی خبر معلوم کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ مسلمانوں کا ارادہ چونکہ صرف عمرہ کا تھا، جنگ کا نہیں تھا اس لیے اسلحہ وغیرہ ساتھ نہیں تھا صرف اتنے ہتھیار ساتھ تھے جو عام سفر میں جان ومال کی حفاظت کے لیے ساتھ رکھے جاتے تھے۔

مقام غدیر اشطاط پر:

غدیر اشطاط پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع موصول ہوئی کہ قریش مکہ نے آپ کی اطلاع ملتے ہی ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے اور جنگ کی تیاری شروع کر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد بن ولید (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) دو سو سواروں کے ساتھ لے کر مقام غمیم میں پہنچ گئے لہٰذا اس راستے سے ہٹ کر دائیں جانب کا راستہ اختیار کرو۔

قصواء (اونٹنی) کا معاملہ:

اہل اسلام کا یہ قافلہ حدیبیہ پہنچا، یہاں سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی (قَصْواء) کو مکہ مکرمہ کی طرف موڑنا چاہا تو اونٹنی وہیں پر بیٹھ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو اٹھانے کے لیے حَلْ حَلْ (اونٹنی کو اٹھانے کی آواز) کہا لیکن اونٹنی اپنی جگہ سے نہ اٹھی۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے خَلَاتِ الْقَصْوَاءُ خَلَاتِ الْقَصْوَاءُ۔ قصواء بیٹھ گئی یا یوں کہا کہ قصواء اَڑ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصواء نہ اپنی مرضی سے بیٹھی ہے اور نہ ہی اس طرح اَڑ جانا اس کی عادت ہے بلکہ جس اللہ نے ہاتھیوں کو مکہ داخل ہونے سے روکا تھا (واقعہ اصحاب فیل کی طرف اشارہ تھا) اسی اللہ نے اسے بھی روک دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت:

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ (قدرت) میری جان ہے اگر قریش مکہ مجھ سے کسی ایسی بات کا مطالبہ کریں جس میں وہ شعائر اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرمت وعزت والی چیزوں) کی تعظیم ہوگی تو میں اسے ضرور منظور کرلوں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو اٹھایا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

حدیبیہ کا آخری کنارہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید آگے کی طرف بڑھے اور حدیبیہ کے آخری کنارے پر ایک ندی کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ شدید گرمی کا موسم، پیاس کی

شدت اور پانی کی قلت تھی۔ ندی / کنویں میں پانی کم مقدار میں تھا جو تھوڑی ہی دیر ختم ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ترکش سے ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ اسے پانی والی جگہ پر گاڑ دو۔ اس کے بعد وہاں سے پانی جوش مار کر نکلنے لگا جیسے چشمہ ابل پڑا ہو۔ پورا لشکر اس سے سیر اب ہوا، ان کی واپسی تک یہی حال رہا۔

اہل مکہ کے نام پیغام اور ان کا رویہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خراش بن امیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کو ایک اونٹ پر سوار کرکے قریش مکہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم صرف عمرہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں جنگ و قتال کے لیے نہیں۔ قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور قاصد کو بھی قتل کرنا چاہا لیکن کچھ لوگوں نے بیچ میں پڑ کر بیچ بچاؤ کرا دیا۔ حضرت خراش رضی اللہ عنہ واپس حدیبیہ پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری صورتحال سے آگاہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ساری صورتحال اور منشائے نبوت کو ملحوظ رکھ کر) اپنی رائے پیش کی کہ مجھے نہ بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا۔

سفیر نبوت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ کی جانب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر اور قاصد بنا کر بھیجا کہ آپ جا کر ابوسفیان اور قریش مکہ والوں کو سمجھائیں کہ ہم لڑنے کی نیت سے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلے جائیں گے۔ مزید یہ کہ جو مسلمان مکہ مکرمہ میں اپنے اسلام کا اظہار و اعلان نہیں کر سکتے انہیں یہ خوشخبری سنادو کہ ہمت و حوصلہ سے کام لیں، گھبرائیں نہیں عنقریب اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائیں گے اور اپنے دین کو غلبہ عطا فرمائیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے اور اپنے ایک عزیز ابان بن سعید (بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ) کی پناہ لی۔ قریش مکہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا اور مکہ میں موجود مسلمانوں کو صبر وہمت سے کام لینے کا کہا اور فتح و نصرت کی خوشخبری سنائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کو بہت سمجھایا کہ ہم صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں لڑنے کے لیے نہیں لیکن انہوں نے اس بات کو نہ مانا اور طے شدہ فیصلہ سنایا کہ اس سال تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی صورت مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عمرہ کی پیش کش:

ابوسفیان (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے کہا: عثمان (رضی اللہ عنہ) اگر آپ چاہو تو میں تمہیں طواف کی اجازت دے سکتا ہوں لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو طواف کی اجازت نہیں دیں

گے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کو جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں ہرگز طواف نہیں کروں گا۔

واقف رموز واسرار شریعت:

کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مزاج شریعت سے واقف تھے، آپ بخوبی جانتے تھے کہ اللہ کے ہاں وہی عبادت قبول ہوتی ہے جس میں منشائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہو۔ اور یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء یہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام عازمین بیت اللہ کا طواف کریں، عمرہ کریں۔ اب ان میں سے صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عمرہ کریں اور باقیوں کو اجازت نہ ہو تو منشائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے اس لیے فرمایا کہ میں اکیلے عمرہ نہیں کر سکتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غیرت محبت:

دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مکہ کے قریب عمرہ سے روک دیا جائے اور میں بیت اللہ کا طواف کروں، ملتزم سے چمٹ کر دعائیں مانگوں، حجر اسود کے بوسے لوں، مقام ابراہیم پر نوافل ادا کروں، صفا اور مروہ کی سعی کروں الغرض تمام افعال عمرہ ادا کروں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی غیرت محبت نے اس کو گوارہ نہ کیا کہ رسول اللہ کا قرب چھوڑ کر بیت اللہ کا قرب حاصل کرلوں۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی افواہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے اس جواب پر ابو سفیان نے حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ اور آپ کے ہمراہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قید کر دیا۔ کسی نے یہ غلط خبر اڑادی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہمراہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا ہے۔

بیعت رضوان:

اس خبر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ پہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور میدانِ حدیبیہ میں موجود ایک ببول (کیکر) کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے موت کی بیعت لی۔ سب سے پہلے ابو سنان اسدی رضی اللہ عنہ بیعت کی۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۱۸﴾

سورۃ الفتح، رقم الآیۃ: 18

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان اہل ایمان سے راضی ہوئے جب وہ ایک درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص اور پختہ عزم) تھا وہ بھی اللہ کے علم میں تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینت (سکون و اطمینان کی سب سے اعلیٰ کیفیت) نازل فرمائی اور ان کو (بطور) انعام کے ایک قریبی فتح (فتح خیبر) عطا فرمائی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لے رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔ اسی بیعت کو "بیعتِ رضوان" کہتے ہیں لیکن بعد میں پتہ چلا کہ شہادت عثمان والی خبر سچی نہ

تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کفار کے کچھ لوگوں کو قید کر لو، مسلمانوں نے کفار کے چند لوگوں کو قید کر لیا۔تب کافروں نے مجبور ہو کر حضرت عثمان اور ان کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رہا کیا اور اس کے بدلے اپنے لوگوں کو رہا کروایا۔

شجرہ رضوان:

فائدہ: مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی رحمہ اللہ معارف القرآن میں شجرہ رضوان سے متعلق فرماتے ہیں۔

شجرہ، جس کا ذکر اس آیت میں آیا ہے ایک ببول کا درخت تھا اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگ وہاں چل کر جاتے اور اس درخت کے نیچے نمازیں پڑھتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں آئندہ آنے والے جہلاء اسی درخت کی پرستش نہ شروع کر دیں جیسے پچھلی امتوں میں اس طرح کے واقعات ہوئے ہیں اس لئے اس درخت کو کٹوا دیا۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا بیان:

مگر صحیحین میں ہے کہ حضرت طارق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کے لئے گیا تو راستے میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو ایک مقام پر جمع تھے اور نماز پڑھ رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی مسجد ہے انہوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان لی تھی، میں اس کے بعد حضرت سعید بن مسیب

رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر ان کو دی، انہوں نے فرمایا کہ میرے والد ان لوگوں میں سے تھے جو اس بیعت رضوان میں شریک ہوئے انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ہم جب اگلے سال مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو ہم نے وہ درخت تلاش کیا ہمیں بھول ہوگئی اس کا پتہ نہیں لگا۔ پھر سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم جو خود اس بیعت میں شریک تھے ان کو تو پتہ نہیں لگا تمہیں وہ معلوم ہو گیا عجیب بات ہے کیا تم ان سے زیادہ واقف ہو (روح المعانی)

اس سے معلوم ہوا کہ بعد میں لوگوں نے محض اپنے تخمینہ اور اندازہ سے کسی درخت کو متعین کرلیا اور اس کے نیچے حاضر ہونا اور نمازیں پڑھنا شروع کر دیا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ یہ وہ درخت نہیں پھر خطرہ ابتلائے شرک کا لاحق ہو گیا اس لئے اس کو قطع کرا دیا ہو۔ کیا بعید ہے۔

اس کے بعد اسی مقام پر ایک صلح نامہ مرتب ہوا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ قسط میں اس پر ایک جامع مضمون تحریر کرنے کا ارادہ ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

پیر، 21 جون، 2021ء